روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | جمعرات ۱۲ - شعبان ۱۴۱۱ھ، ۲۸ - تبلیغ ۱۳۷۰ ہش ۲۸ - فروری ۱۹۹۱ء | نمبر ۴۹

گناہوں سے بچنے کا بنیادی تصوّر

"یہ وہ مذہبی تصوّر ہے کہ تم مرو گے، خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہاں تمہارے سے جواب طلبی کی جائے گی۔ یہ بنیادی تصوّر ہے جو گناہوں کے قلع قمع کرنے کے لئے ضروری ہے اور اس تصوّر سے آپ جتنا دُور ہوتے چلے جائیں گے اتنا ہی توہمات کا شکار ہوتے چلے جائیں گے اور اتنا ہی غیر ذمہ دار ہوتے چلے جائیں گے۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزّت اور جان کو ہم صحیح و سلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اُس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے مخالف آپ کی عزّت پر حرف نہ لا سکے۔ اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے۔ یا سامنے تباہ ہوئے۔ غرض یہ صفت لوّامہ کی ہے۔ جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کر لیتا ہے۔ روزمرّہ کی بات ہے۔ اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے۔ جس قدر اس سے اعراض کرو گے اسی قدر اس سے عزت بچا لو گے اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کرو گے تباہ ہو جاؤ گے اُس پر اور ذلّت خرید لو گے۔ نفسِ مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہو جاتا ہے۔ وہ دُنیا اور ماسوی اللہ سے بکلّی انقطاع کر لیتا ہے۔ وہ دُنیا میں چلتا پھرتا اور دُنیا والوں سے ملتا جُلتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ یہاں نہیں ہوتا جہاں وہ ہوتا ہے وہ دُنیا اور ہی ہوتی ہے۔ وہاں کا آسمان اور زمین اور ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۶۴)

اگر تم خدا تعالیٰ کے احسانات گننا چاہو تو گن نہیں سکتے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"میں نے دیکھا ہے بعض دفعہ کئی والدین اپنے ایسے بچے کے ساتھ ملاقات کے لئے آجاتے ہیں جس کے متعلق وہ کہتے ہیں۔ جی ہمارا بچہ کھاتا کچھ نہیں۔ میں نے بیسیوں دفعہ ان سے کہا ہے کہ یہ تو کھانے کو تیار ہے تم اسے کھلانے کے لئے تیار نہیں اور پھر جب میں نے پوچھا کہ کیا مانگتا ہے جو آپ نہیں دیتے تو ایک دفعہ ایک بچے کے باپ نے کہا کہ یہ مونگ پھلی کھانا چاہتا ہے اور ہم مونگ پھلی کھانے نہیں دیتے کہ گلا خراب ہو جائے گا۔ ایک اور نے کہا کہ اس کا بچہ بھنے ہوئے چنے کھانا چاہتا ہے اور وہ اسے بھنے ہوئے چنے نہیں دیتے کہ اس کا پیٹ خراب ہو جائے گا۔ حالانکہ بھنے ہوئے چنے جو اس بچے کی احتیاج ہے اور جن کے کھانے کی اس کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے وہ اس کو ملنے چاہئیں۔ یہ تو سائنس کا اصول ہے لیکن خدا یہ کہتا ہے کہ جو اسے احتیاج پیدا ہوتی ہے یعنی چنے کھانے کی میں نے اس کے لئے چنے پیدا کئے ہیں اور جو مونگ پھلی کی احتیاج پیدا ہوتی ہے اس کے لئے میں نے مونگ پھلی پیدا کی ہے۔ یہ "سوال" ہے احتیاج کا۔ یعنی جو حاجت ہے وہ زبانِ حال سے کہہ رہی ہے کہ اے خدا! مجھے یہ دے اور خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ ہر فرد کی ہر حاجت کے لئے پورا سامان پیدا کر دیا گیا ہے۔ ویسے فرد فرد کی حاجت میں فرق ہے جیسا کہ میں نے ابھی بچوں کی طبیعتوں کا اختلاف بتایا ہے کہ کوئی مونگ پھلی کھانا چاہتا ہے اور کوئی بھنے ہوئے چنے۔ اسی طرح ہر فرد کی جسمانی طور پر بھی، ذہنی طور پر بھی، اخلاقی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی حاجات مختلف ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کی ہر حاجت جو وہ زبانِ حال سے سوال کر رہی ہے وہ پوری کر دی گئی ہے تا کہ اسے جو طاقتیں عطا کی گئی ہیں ان کی صحیح نشوونما ہو سکے۔ قرآن کریم نے جو نتیجہ نکالا ہے۔ ہماری عقل بھی وہی نتیجہ نکالتی ہے

باقی صـ۷ پر

درخواست دعا

مکرم مرزا عبد الصمد احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ (اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب) کے دل کا آپریشن مورخہ ۲۶۔ فروری کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لندن میں ہو گیا ہے۔ ابھی تک وہ انتہائی نگہداشت یونٹ میں ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم راجہ منیر احمد صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان لکھتے ہیں کہ

خاکسار کے بہنوئی مکرم راجہ غفور احمد صاحب اسسٹنٹ انجنیئر مورخہ ۱۴۔ فروری کو اپنی ڈیوٹی سے واپس ربوہ آرہے تھے کہ چناب پُل کے قریب ایک تیز رفتار ٹرک کی زد میں آکر موقع پر ہی انتقال فرما گئے۔

موصوف کی نماز جنازہ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے معاً بعد بیت الاقصیٰ میں پڑھائی۔

آپ موصی تھے بوجہ حادثاتی موت فی الحال انکی تدفین امانتاً عام قبرستان میں ہوئی۔ تدفین کے بعد مکرم مولانا جلال الدین صاحب قمر استاد جامعہ احمدیہ نے دعا کروائی۔

وفات کے وقت موصوف کی عمر ۴۶ سال تھی۔ پسماندگان میں والدہ اور بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا بعمر ۱۰ سال یادگار چھوڑا ہے۔ احباب سے موصوف کی بلندی درجات اور لواحقین کے صبر جمیل کی توفیق پانے کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

اسیران راہ مولا کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۸- تبلیغ ۱۳۷۰ہش ۲۸ - فروری ۱۹۹۱ء

عزّت کا معیار

ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے ـــ چاہے وہ اس کا اظہار کرے یا نہ کرے ـــ کہ دنیا میں اسے عزّت حاصل ہو۔ فقیر ہے تو لوگ کہیں بہت اچھا فقیر ہے۔ امیر ہے تو لوگ کہیں بہت اچھا امیر ہے۔ عالم ہے تو لوگ جانیں کہ بہت بڑا عالم ہے اور ادیب ہے تو لوگ اسے اچھا ادیب مانیں۔ بہت زیادہ دیانت دار نہ بھی ہو تو لوگوں میں دیانت دار کہلوانے کا شوق ضرور ہوگا۔

بعض لوگوں کی یہ خواہش پوری بھی ہو جاتی ہے اور دنیا واقعی ان کی عزّت کرتی ہے انہیں اچھا سمجھتی ہے اور اچھا کہتی ہے۔ جس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ شخص مزید اچھے کام کرنے کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی عزت میں اضافہ کرنے کے لئے لوگوں کے کام آنے لگتا ہے یا اپنے علم و فضل میں آگے بڑھنے کی سعی کرتا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ عزّت خدا کی طرف سے آتی ہے۔ وہی کسی کو معزّز کرتا ہے اور کسی کو عزت سے محروم۔ اگر یہ بات ذہن میں نہ رکھی جائے تو عزت کا مفہوم الٹ پلٹ ہو جاتا ہے۔ عارضی عزت ہی سے دھوکا لگنے لگتا ہے کہ شاید اصل عزت یہی ہے۔

جو عزت بڑھتی رہے وہ حقیقی عزت ہے۔ وہ عزت خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ اور جو عزت ملے تو سہی لیکن آہستہ آہستہ کم ہونے لگے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلا ہے اور ابتلا بھی ایسا جو تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی آغاز میں کہاں عزت ہوتی ہے۔ ان کے مخالف "عزت دار" ہوتے ہیں اور اللہ کے پیاروں کو "ذلیل" کرنے والے خود بھی معزز بنتے ہیں اور لوگ بھی انہیں معزز سمجھتے ہیں لیکن وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ مخالفین کی عزت خاک میں ملتی چلی جاتی ہے اور اللہ کے پیاروں کی عزت بڑھنے لگتی ہے نبیوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے اور ولیوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے۔ اور یہی سُنّت اللہ ہے۔ لوگ انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کر کے اپنے آپ کو معزّز سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ اپنے پیاروں کی عزت قائم کر دیتا ہے اور پھر وہ عزّت بڑھتی رہتی ہے۔ یہ معزز ہونے کا اصل معیار ہے اور یہی عزت دائمی ہے۔

ظالم کا کردار کیا ہے ظلم سے ڈرتے رہنا
اپنی آگ کے شعلوں میں ہر حال میں مرتے رہنا
جس شدّت سے کی ہے تم نے شہروں پر بمباری
ساری عمر اسی شدّت سے آہیں بھرتے رہنا

ابوالاقبال

حَبلِ متین

جو آستانے پر تیرے جبین رکھتا ہے
تجھی کو دل میں ہمیشہ مکین رکھتا ہے

اُسی نے پا لیا اپنی حیات کا مقصود
جو تھام کر تری حبلِ متین رکھتا ہے

بھٹک سکے گا نہ راہِ سداد سے وہ کبھی
جو تیری ذات پہ محکم یقین رکھتا ہے

نظر میں اس کی یہ کونین ہیچ ہوتے ہیں
جو تیری یاد کو پہلو نشین رکھتا ہے

تری رضا سے مشرّف مگر وہی ہوگا
جو دل میں عشقِ رسُولِ امین رکھتا ہے

جسے عزیز ہوں صدق و صفا و مہر و وفا
وہ صادقین کو اپنا قرین رکھتا ہے

دُعائیں ہوتی ہیں اکثر اسی بشر کی قبول
جو قلبِ مُلتجی و مستعین رکھتا ہے

پھر آج عفو و عطا کا ہے مُلتجی صدیق
یہ بے نصیب نہ دنیا نہ دین رکھتا ہے

محمد صدیق امرتسری

اپنی پنجوقتہ نمازوں کو خوف اور حضور سے ادا کرو

"سو اے وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو ... نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔" (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا بشیر احمد۔ ایم اے

حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ

معاہدہ حدیبیہ کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ تھی کہ اگر قریش میں سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینے کی طرف آوے تو مدینے والے اسے پناہ نہیں دیں گے۔ بلکہ واپس لوٹا دیں گے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان اسلام سے منحرف ہو کر مکہ کا رخ کرلے تو مکہ والے اسے واپس نہیں کریں گے۔ بظاہر یہ شرط مسلمانوں کے لئے موجب ہتک سمجھی گئی تھی۔ اور اسی لئے کئی مسلمان اس پر دل برداشتہ تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر اور فہیم صحابی کو بھی اس وقت کی برق زدہ فضا میں اس شرط پر ناراضگی اور بے چینی پیدا ہوئی تھی مگر اس کے بعد جلد ہی ایسے حالات پیدا ہو گئے جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ دراصل یہ شرط قریش کے لئے کمزوری کا باعث اور مسلمانوں کی مضبوطی کا موجب تھی کیونکہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں ہی فرما دیا تھا اگر کوئی مسلمان مدینہ سے منحرف ہو کر جائے گا تو وہ ایک گندہ عضو ہوگا جس کا کاٹا جانا ہی بہتر تھا۔ لیکن اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص سچے دل سے مسلمان ہو کر مکہ سے نکلے گا تو خواہ اسے مدینہ میں جگہ ملے یا نہ ملے وہ جہاں بھی رہے گا اسلام کی مضبوطی کا باعث ہوگا۔ اور بالآخر اللہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی رستہ کھول دے گا۔ اس نظریہ نے جلد ہی اپنی صداقت کو ثابت کر دیا۔ کیونکہ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں تشریف لائے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ایک شخص ابوبصیر عتبہ بن امیہ ثقفی جو مکہ کا رہنے والا تھا اور قبیلہ بنی زہرہ کا حلیف تھا۔ مسلمان ہو کر اور مکہ والوں کی حراست سے بھاگ کر مدینہ پہنچا۔ قریش مکہ نے اس کے پیچھے پیچھے اپنے دو آدمی بھجوائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی کہ ابوبصیر کو معاہدے کی شرائط کے مطابق ان کے حوالہ کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر کو بلایا اور واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ ابوبصیر نے سامنے سے واویلا کیا کہ میں مسلمان ہوں اور یہ لوگ مجھے مکہ میں تنگ کریں گے اور اسلام سے منحرف ہو جانے کے لئے جبر سے کام لیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم معاہدے کی وجہ سے معذور ہیں اور تمہیں یہاں نہیں رکھ سکتے۔ اگر تم خدا کی رضا کی خاطر صبر سے کام لو گے تو خدا خود تمہارے لئے کوئی رستہ کھول دے گا۔ مگر ہم مجبور ہیں اور کسی صورت میں معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

ناچار ابوبصیر ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ مگر چونکہ اس کے دل میں اس بات کی سخت دہشت تھی کہ مکہ میں پہنچ کر اس پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جائیں گے اور اسے اسلام جیسی نعمت کو چھپا کر رکھنا پڑے گا۔ بلکہ شاید جبر و تشدد کی وجہ سے اس سے ہاتھ بھی دھونا پڑے اس لئے جب یہ پارٹی ذوالحلیفہ میں پہنچی جو مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر مکہ کے رستے پر ہے تو ابوبصیر نے موقعہ پا کر اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو جو اس پارٹی کا رئیس تھا قتل کر دیا اور قریب تھا کہ دوسرے کو بھی نشانہ بنائے مگر وہ اپنی جان بچا کر اس طرح بھاگا کہ ابوبصیر سے پہلے مدینہ پہنچ گیا۔ پیچھے پیچھے ابوبصیر بھی مدینہ میں آپہنچا۔ جب یہ شخص مدینہ میں پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ اس کی خوف زدہ حالت کو دیکھ کر فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے اسے کوئی خوف و ہراس کا سخت جھٹکا لگا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود بھی آپؐ سے عرض کیا۔ "میرا ساتھی مارا گیا ہے اور میں بھی گویا موت کے منہ میں ہوں"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے واقعہ سنا اور تسلی دی۔ اتنے میں ابوبصیر بھی ہاتھ میں تلوار تھامے آن پہنچا اور آتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے مجھے قریش کے حوالے کر دیا اور آپ کی ذمہ داری ختم ہو گئی مگر مجھے خدا نے ظالم قوم سے نجات دے دی ہے۔ اب آپ پر میری کوئی ذمہ داری نہیں"۔ آپؐ نے بے ساختہ فرمایا "اس کی ماں کے لئے خرابی ہو۔" یہ الفاظ عربوں کے محاورہ میں لفظی معنوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ملامت یا تعجب کے موقعہ پر بولے جاتے ہیں۔ یہ شخص تو جنگ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔ کاش کوئی اسے سنبھالنے والا ہو۔ ابوبصیر نے یہ الفاظ سنے تو سمجھ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے بہرحال معاہدے کی وجہ سے واپس جانے کا ارشاد فرمائیں گے۔ چنانچہ اس بارے میں بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ "جب ابوبصیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سنے تو جان لیا کہ آپ صلعم بہرحال اسے مکہ والوں کی طرف واپس بھجوا دیں گے۔" اس پر وہ چپکے سے وہاں سے نکل آیا اور مکہ جانے کی بجائے جہاں اسے جسمانی اور روحانی دونوں موتیں نظر آتی تھیں بحیرہ احمر کے ساحل کی طرف ہٹ کر سیف البحر میں پہنچ گیا جب مکہ کے دوسرے مخفی کمزور مسلمانوں کو یہ علم ہوا کہ ابوبصیر نے ایک علیحدہ ٹھکانہ بنا لیا ہے تو وہ بھی آہستہ آہستہ مکہ سے نکل نکل کر سیف البحر میں پہنچ گئے۔ انہی لوگوں میں رئیس مکہ سہیل بن عمرو کا لڑکا ابوجندل بھی تھا۔ جس کے متعلق ہم پڑھ چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حدیبیہ سے واپس لوٹا دیا تھا۔ آہستہ آہستہ ان لوگوں کی تعداد ۷۰ کے قریب یا بعض روایات کے مطابق ۳۰۰ تک پہنچ گئی۔ اور اس طرح گویا مدینہ کے علاوہ ایک دوسری اسلامی ریاست بھی معرض وجود میں آگئی جو مذہباً تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت تھی مگر سیاستاً جدا اور آزاد تھی کیونکہ ایک طرف حجاز کی حدود میں ایک علیحدہ اور آزاد سیاسی نظام کا موجود ہونا قریش کے لئے خطرے کا باعث تھا اور دوسری طرف سیف البحر کے مہاجر قریش مکہ سے سخت زخم خوردہ تھے۔ اس لئے ابھی زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ ان مہاجرین سیف البحر اور قریش مکہ کے تعلقات نے قریباً قریباً وہی صورت اختیار کر لی جو ابتداء میں مہاجرین مدینہ کے متعلق پیدا ہوئی تھی۔ اور چونکہ سیف البحر اس رستہ کے بالکل قریب واقع تھا جو مدینہ سے شام کو جاتا تھا اس لئے قریش کے قافلوں کے ساتھ ان مہاجرین کی مٹھ بھیڑ ہونے لگی۔ اس نئی جنگ نے جلد ہی قریش کے لئے خطرناک صورت اختیار کر لی۔ کیونکہ اول تو قریش سابقہ جنگ کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے۔ اور دوسرے اب وہ پہلے کی نسبت تعداد میں بھی بہت کم تھے۔ اور ان کے مقابل پر سیف البحر کی اسلامی ریاست جو ابوبصیر اور ابوجندل جیسے جان فروشوں کی کمان میں تھی ایمان کے تازہ جوش اور اپنے گذشتہ مظالم کی تلخ یاد میں اس برقی طاقت سے معمور تھی جو کسی مقابلہ کو خیال میں نہیں لاتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ میں ہی قریش نے ہتھیار ڈال دیئے اور ابوبصیر کی پارٹی کے حملوں سے تنگ آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفارت کے ذریعے درخواست کی اور اپنی رشتہ داری کا واسطہ دے کر عرض کیا کہ سیف البحر کے مہاجرین کو مدینہ میں بلا کر اپنے سیاسی انتظام میں شامل کرلیں۔ اور ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صلح حدیبیہ کی اس شرط کو کہ بھاگے ہوئے نو مسلموں کو مدینہ میں پناہ نہیں دی جائے گی۔ اپنی خوشی سے منسوخ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو منظور فرما لیا۔ اور ابوبصیر اور ابوجندل کو ایک خط کے ذریعے اطلاع بھجوائی کہ چونکہ قریش نے اپنی خوشی سے معاہدہ میں ترمیم کر دی ہے۔ اس لئے اب انہیں مدینہ میں چلے آنا چاہیئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایلچی سیف البحر پہنچا تو اس وقت ابوبصیر بیمار ہو کر صاحب فراش تھا اور حالت نازک ہو رہی تھی۔ ابوبصیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب مبارک کو بڑے شوق کے ساتھ ہاتھ میں تھامے رکھا اور تھوڑی دیر بعد اسی حالت میں جان دے دی اور اس کے بعد ابوجندل اور اس کے ساتھی اپنے اس باہمت اور جواں مرد امیر کو سیف البحر میں ہی دفن کر کے خوشی اور غم کے مخلوط جذبات کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ غم اس لئے کہ ان کا بہادر لیڈر ابوبصیر جو اس واقعے کا ہیرو تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی سے محروم رہا۔ اور خوشی اس بات پر کہ وہ خود اپنے آقا کے قدموں میں پہنچ گئے۔ اور قریش کے خونی مقابلہ سے نجات ملی۔

ذیابیطس کے مریض

- ننگے پاؤں چلنے سے گریز کریں۔
- جوتے نہ زیادہ تنگ ہوں نہ ہی ڈھیلے ہوں۔
- پاؤں کے چھالوں کو پن یا سوئی سے نہ کریدیں۔
- ناخن احتیاط سے سیدھے کاٹیں۔
- اپنے پاؤں کا وقتاً فوقتاً معائنہ کراتے رہیں۔
- ڈاکٹر کے مشورے سے اپنے پاؤں پر تیل یا مرہم لگاتے رہیں تاکہ یہ سوکھنے نہ پائیں۔
- پاؤں دھونے کے بعد اچھی طرح خشک کریں۔
- پاؤں کو روزانہ دھوئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــ نون۔ سین

عراقیوں کے حوصلے

خلیج کی جنگ شروع ہوئے چار ہفتے ہو چکے ہیں اور برطانیہ میں بلکہ سارے مغرب میں وہ لوگ جو نہائیت پر امید تھے ان کا بھی اب یہ خیال ہے کہ جنگ طے شدہ سکیم کے مطابق آگے نہیں بڑھ رہی۔ امریکہ کی ایئر فورس کو یہ امید تھی کہ ۶ دنوں کی ہوائی جنگ معاملے کو نمٹا دے گی۔ لیکن ان کی یہ امید خاک میں مل گئی ہے۔ انہیں اب اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ ۶ ہفتے میں بھی لڑائی ختم نہیں ہو سکتی۔ جو بات ان کے سامنے آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ مغرب کو اب کئی مہینوں تک یہ جنگ جاری رکھنی پڑے گی۔ پہلی نظر میں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ بصرہ پر بمباری کی گئی اور وہاں کے شہری ہلاک ہونے شروع ہوئے

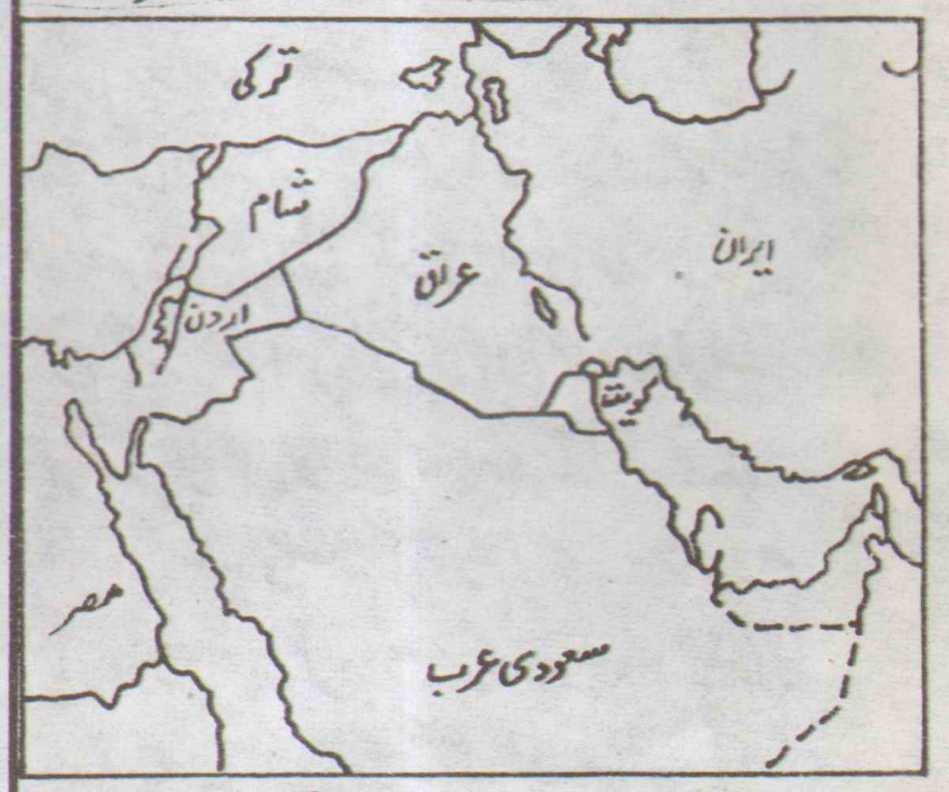

تو جنگ کا پانسہ پلٹ جائے گا۔ لیکن وہاں پر بمباری اور شہریوں کی ہلاکت نے دنیا کے خیالات بدلنے شروع کر دئے ہیں۔ اتنی ہلاکت کے باوجود جو صحافی بصرہ گئے وہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ سڑکوں پر سفر کرتے رہے۔ بصرہ سے بغداد تک کی سڑک فوجی لحاظ سے بھی بہت زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ یہ سڑک صنعتی اداروں سے بھی منسلک ہے اور فوجی ٹھکانوں سے بھی اس کا تعلق ہے۔ بصرہ کویت سے ۵۰ کلو میٹر دور ہے اور اس راہ میں فرات وغیرہ بھی آتے ہیں۔ اسی راستے پر ۹ پل بھی موجود ہیں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ اس سڑک کو بار بار بموں سے توڑا گیا ہے۔ اس کے پلوں کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اور جہاں ایک جگہ سے سڑک دوسری طرف مڑتی ہے وہاں بھی بموں نے ہلاکت کے مناظر پیدا کئے ہیں اور اندازہ یہ لگایا گیا ہے کہ اس سڑک کے ذریعے جو سامان سپلائی کیا جاتا تھا۔ اس میں ۹۰ فیصد کمی آ گئی ہے لیکن یہ بات صحافیوں نے دیکھی کہ راستہ کھلا ہے اور ٹریفک چل رہی ہے۔ سامان بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا رہا ہے اگرچہ تاخیر تو ہو سکتی ہے لیکن یہ بات نہیں ہے کہ وہاں پر سامان لے جانے کے انتظامات نہ کئے جا سکیں بعض اوقات ۳۲۰ میل کا سفر ۸ گھنٹے لیتا ہے لیکن بہر حال جنگ کے دوران یہ کوئی بات غیر ممکن نہیں۔ ان ساری باتوں کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اتحادیوں نے عراق پر بمباری سے جو اندازے لگائے تھے وہ بہت حد تک غلط ثابت ہوئے ہیں۔ توڑ پھوڑ تو یقیناً ہوئی ہے اور عراق کی تعمیر نو کی ضرورت بھی پیش آئے گی۔ کچھ پل بنانے پڑیں گے۔ کچھ سڑکیں۔ اور ان کے علاوہ عمارتیں بھی خاصی تعداد میں دوبارہ تعمیر کرنی پڑیں گی۔ لیکن جنگ کی شدت سے جو کچھ اندازہ لگایا جانا چاہیئے۔ اس کے مطابق اتحادی کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔

جہاں تک سیاسی کامیابیوں کا تعلق ہے شدید بمباری کی وجہ سے اور غلط جگہوں پر بم گرا کر شہری آبادی کی ہلاکت کے باعث امریکہ اور اس کے اتحادی دنیا میں خاصے بدنام ہو گئے ہیں۔ حال ہی میں جو ایک پناہ گاہ پر بم گرائے گئے انہوں نے تو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو انتہائی طور پر بدنام کر دیا ہے۔ یہ کہنا کہ وہاں فوجی موجود تھے اس لئے بھی درست نہیں کہ اب وہاں سے جو لاشیں نکالی جا رہی ہیں۔ وہ شہریوں کی ہیں۔ جن میں عورتیں اور بچے مردوں سے زیادہ ہیں۔ اور اس لئے یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ واقعی ایک پناہ گاہ تھی۔ جیسی پناہ گاہوں کی جنگ کے دنوں میں ضرورت پیش آتی ہے۔ اسے فوجی اڈہ کس طرح سمجھ لیا گیا۔ اور اس پر اتنی زیادہ شدت سے بمباری کیوں کی گئی اس کا جواب امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے پاس نہیں ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جس نے انہیں ساری دنیا میں بدنام کر کے رکھ دیا ہے اور ان کے اچھے اچھے ساتھی بھی ان کے اس فعل کی مذمت کر رہے ہیں۔ آخیر میں صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ اتحادیوں نے فتح کے لئے جو اندازے لگائے تھے وہ نہایت غلط ثابت ہوئے۔ انہیں ایک ایسی طاقت سے مقابلہ کرنا پڑا ہے جو ہار ماننا نہیں جانتی اور اس کیفیت میں اتحادیوں کے حوصلے پست تر ہو رہے ہیں۔

روس اور جنگ

سوویت یونین میں بہت سے لوگ۔ جو منجھے ہوئے سیاستدان ہیں اور اخبارات گورباچوف کی اس پالیسی کی شدید مخالفت کر رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے ملک کو امریکہ کے اتحادیوں میں شامل کر دیا ہے۔ امریکہ کے متعلق ان لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ایک نئے قسم کا نوآبادیاتی تشدد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ SOVYETSKAYA ROSSIYA میں ان خیالات کا کھل کر اظہار کیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ سوویت یونین کا عراق کے خلاف اقوام متحدہ کے اتحاد میں شامل ہو جانا ایک طرح سے سوویت یونین کے سپر پاور کے طور پر خاتمہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ واقعی سپر پاور ہے تو اسے اپنی پالیسی تیار کرنی چاہیئے نہ کہ اقوام متحدہ یا امریکہ کی پالیسیوں کے تحت عمل درآمد پر راضی ہو جانا چاہیئے مشرق وسطی کی ریاستیں جو سوویت یونین سے تعلق رکھتی ہیں ان کے خاتمے پر امریکہ کو اسرائیل کے لئے عرب ممالک میں بہتر جگہ بنانے کا موقعہ مل جائے گا۔ یہ مضمون سوویت یونین کے ایک ایسے باشندے نے لکھا ہے جو آجکل اسرائیل میں رہائش پذیر ہے۔ اور یہ ان لوگوں کی ترجمانی کرتا ہے جو امریکہ کے سرمایہ کار ہیں اور جنگ کی خبر سنتے ہی خوشی کے اظہار پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔ انہیں اس بات سے بھی خوشی ہوئی ہے کہ عربوں کے خون کا آخری قطرہ بھی ڈالر کی صورت میں ان کے پاس پہنچ رہا ہے۔ اور یہ بات ان کے لئے نہایت مفید اور بابرکت ہے۔

لینن گراڈ میں ایک جلسے کے موقع پر بعض جمہوریت پسند افراد نے صدر صدام کی تصاویر کے پوسٹر اٹھائے ہوئے تھے۔ یوری سگوف جو ایک عوامی ہفتہ وار ہارسا کے ایڈیٹر ہیں نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ ان کے اخبار کو سینکڑوں مسلمانوں کے خطوط ملے ہیں۔ جو ٹرانس کاکیشش اور وسطی ایشیا کے رہنے والے ہیں اور انہوں نے صدام کی حمایت کا اظہار کیا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر انہوں نے یہ پیشکش کی کہ وہ عراق کی طرف سے لڑنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ ازبکستان کے ایک باشندے نے یہاں تک لکھا ہے کہ اس کے سات بیٹے ہیں اور وہ ساتوں کو امریکہ کے خلاف جنگ آزمائی کے لئے بھیجنا چاہتا ہے۔ امریکہ کا ذکر کرتے ہوئے اس نے یہ بھی کہا کہ یہ ایک نہایت مقدس اور باوقار امر کے خلاف زیادتی کر رہے ہیں۔ اگرچہ گورباچوف نے بار بار اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وہ عراق کی فوجوں کو کویت سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا ہے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ اتحادیوں نے نہایت بے صبری کے ساتھ کام لیتے ہوئے عراق پر حملہ کر دیا ہے۔ سوویت یونین کے یہ لوگ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اصرار کے ساتھ مغرب پر یہ الزام دیتے ہیں کہ وہ سوویت یونین کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خلیج فارس میں جنگ کے بعد بھی اپنا اثر ورسوخ قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ جارجی مرسکی GIORGI MIRSKI جو مشرق وسطی کے امور کے ماہر ہیں اور جن کے کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں نے کہا ہے کہ ان کی خفیہ پولیس ابھی وارسا پیکٹ کے ٹوٹنے کا ماتم کر رہی ہے۔

نام نہاد ٹھیکیدار

"دکھی خاکپائے اہل حق" نے بریڈ فورڈ انگلینڈ سے مدیر "الحق" اکوڑہ خٹک کے نام ایک خط ارسال کیا ہے جو الحق کے دسمبر ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں شائع کیا گیا ہے۔ اس خط کا ایک حصہ بلا تبصرہ درج ذیل ہے

"چند ہفتے قبل ڈنمارک جانا ہوا۔۔۔۔۔ قادیانیت کا بہت ہی چرچا اور تاثر پھیلا ہوا ہے سادہ لوح مسلمان عجیب کشمکش کا شکار ہیں۔ شکاری کتے کے بھیڑیوں کی طرح ایمان و ایقان کی وادیوں کو تہس نہس کر کے اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات پر ڈاکہ ڈال کر باطل افکار و تاثرات کو پھیلا رہے ہیں۔ اس ذہنی خلفشار سے فائدہ اٹھانے کے لئے پاکستان کے بعض نام نہاد مذہبی ٹھیکیدار (وں) نے اپنا جال پھینک کر ظلم و ضلالت اور شرک و بدعت کی طرف مسلمانوں کا رخ پھیر دیا ہے۔ فتنہ در فتنہ کی مسموم فضا نے وہ گرم بازاری اور گمراہی قائم کی ہے کہ نوجوان نسل دین اسلام ہی (سے) بیزار نظر آتی ہے۔ قادنیت کی طرح اور بھی متعدد فرقوں نے پر پرزے نکال کر پھلنا پھولنا شروع کر دیا ہے"۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"آئندہ سو سالوں میں دین حق نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ ایسے واقفین زندگی چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوں۔ ہر طبقہ زندگی سے کثرت کے ساتھ واقفین زندگی چاہئیں ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں"

جو احباب جماعت زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب یا صدر صاحب کی معرفت ارسال فرمائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عباد اللہ گیانی

بھارت میں آئے دن مسلمانوں کا کشت وخون کیوں؟

بھارت میں آئے دن کسی نہ کسی بہانہ سے مسلمانوں کا بے پناہ کشت وخون کیا جاتا ہے۔ اور "اہنسا پرمودھرما" کے پجاری ہندو سینکڑوں اور ہزاروں مسلمان عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں کو موت کے گھاٹ اتارنے سے دریغ نہیں کرتے۔ بھارت کا حکمران ٹولہ اکثر ایسی خبروں کو "بلیک آؤٹ" کرنے میں بڑا تاک ہے تاہم ادھر ادھر سے مسلمانوں کے قتل وغارت کی خبریں آ ہی جاتی ہیں اور پتہ چل جاتا ہے کہ بھارت کی کٹر فرقہ پرست ہندو اکثریت وہاں کی اہم اقلیت سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کا بے پناہ خون بہانا اپنے سیکولرزم کا ایک فریضہ تصور کرتی ہے۔ اگر اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل اور سنجیدگی سے غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ "ہندو مسلم دشمنی" آج کی پیداوار نہیں بلکہ یہ اُسی دن سے چلی آ رہی ہے۔

جب کہ مسلمانوں نے ہندوستان میں قدم رکھا اور اپنی تبلیغ اور پاکیزہ سیرت کے ذریعہ بھارتی ہندوؤں کو اسلام میں داخل کر کے مسلمان بنانا شروع کیا۔

اسلام ایک عالمگیر اور تبلیغی دین ہے اس میں ذات پات۔ چھوت چھات کا کوئی سوال ہی نہیں اور نہ ملکی، قومی، نسلی بنیاد پر کوئی اونچ نیچ ہے۔ سب کلمہ گو بھائی بھائی ہیں۔ یہی دنیا بھر کے مسلمانوں کا ماٹو ہے اور قرونِ اولیٰ میں ہی مسلمانوں نے خدا کے اس مقدس اور آخری دین کے اس پاکیزہ پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا تھا۔ باوجود اس کے کہ ان مسلمانوں کو آمدورفت اور رسل ورسائل کی وہ آسانیاں حاصل نہ تھیں جو آج کل ہیں پھر بھی انہوں نے اپنی پاکیزہ گفتار اور بلندی کردار کے ذریعہ لوگوں کے دل موہ لئے اور انہیں اسلام سے روشناس کرانے میں کامیابی حاصل کی۔

ہندوستان ایک وسیع ملک تھا اور اس سے عربوں کے اسلام سے صدیوں قبل کے تجارتی تعلقات چلے آ رہے تھے اس لئے اس ملک کے لوگ بھی پہلی صدی میں ہی اسلام سے متعارف ہو گئے تھے ان دنوں ہندوستان میں "ویدک دھرم" کا عروج تھا۔ البتہ ویدک دھرمی بے شمار فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ نیز یہاں پر ذات پات کا سوال بھی خوب زوروں پر تھا۔ نیز اس ملک کے خارج آریوں نے اس کے اصل باشندوں گونڈوں، بھیلوں اور دراوڑوں وغیرہ کو ایسے دبا دیا تھا کہ انہیں انسانیت کے ابتدائی حقوق بھی نہیں دیئے جاتے تھے۔ آریوں نے ان کے گھروں پر قبضے جما لئے تھے۔ ان کے کھیت لوٹ لئے تھے اور انہیں میدانی علاقوں سے دھکیل کر جنگلوں اور پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ حالانکہ مورخین جانتے ہیں کہ دراوڑوں کی تہذیب اور کلچر آریوں کی تہذیب اور کلچر سے کہیں اعلیٰ اور بلند تھا۔ ایک سکھ ودوان نے اس تعلق میں میں بیان کیا ہے کہ

"جب آریہ لوگ بھارت میں آئے انہوں نے بھارت کے اصل باشندوں کو زرخیز علاقوں سے دھکیل کر جنگلوں اور پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ جنہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ انہیں اپنے ادنیٰ کام کرنے پر رکھ لیا اور شودر کا درجہ دے دیا۔ یہ بھیل وہی تھے۔ جن کو جان کی خاطر وطن سے بے دخل ہونا پڑا"

(جیون پرتانت گورونانک دیو، صہ ۱۰۲)

ظالمانہ قوانین

بھارت پر قابض ہونے کے بعد سوَرن ہندوؤں نے ایسے ظالمانہ قوانین پر عمل کیا جن پر انسانیت خون کے آنسو بہانے پر مجبور ہے۔

کوئی شودر برہمن کے برابر بیٹھنے کا حقدار نہ تھا۔ (ملاحظہ ہو منوسمرتی ادھیائے شلوک ۲۸۱)

اگر کسی کے کان میں ویدوں کا کوئی منتر پڑھا جائے تو اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈال دینا ضروری سمجھا جاتا۔

(ملاحظہ ہو منوسمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۲۲۱)

اگر کوئی شودر کسی راجہ کا نام لے لے تو اس کے منہ میں جلتی ہوئی دس انگلی لمبی سیخ ٹھونک دی جاتی تھی۔ (ملاحظہ ہو منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۲)

اسی طرح ہر جرم کی سزا بھی مجرم کی نوعیت پر دی جاتی تھی نہ کہ جرم کی نوعیت پر۔ ایک ہی جرم اگر شودر کرتا تو اس کی سزا اور ہوتی اور برہمن کرتا تو اور

(ملاحظہ ہو منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۳۶۶)

اسلام کی تعلیم ہندو مذہب کے ان اصولوں کے سراسر خلاف تھی۔ اس میں ہر ایک انسان کے لئے مساوی حقوق تھے۔ کسی نسل یا قومیت کی بنا پر کسی کو بھی کوئی فوقیت حاصل نہ تھی۔ ہر جرم کی سزا جرم کی نوعیت پر تھی نہ کہ مجرم کی نوعیت پر۔ الغرض اسلام کی مساوات اور اخوت بھری تعلیم ہندو مذہب کے مقرر کردہ دو ورن آشرم کے لئے ایک زبردست چیلنج تھا۔ اس سے سوَرن ہندوؤں کے اقتدار کو زبردست دھچکا لگا۔ ہندوستان کے ستم رسیدہ باشندے کروڑوں کی تعداد میں اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور سوَرن ہندوؤں کے ظالمانہ پنجے سے نجات پا گئے۔

اور وہ کروڑوں لوگ جو صدیوں سے حیوانوں سے بدتر زندگی بسر کر رہے تھے اسلام قبول کرنے کے بعد تمام انسانی حقوق کے مستحق قرار پائے۔

اسلام نے ان شودروں کو معاشرے میں وہی حقوق دیئے جو سوَرن ہندوؤں کو حاصل تھے۔ ان کی عزت بھی عزت سمجھی جانے لگی اور ان کا خون بھی خون متصور ہونے لگا۔ سوَرن ہندوؤں کو یہ بات سخت ناگوار گزری کیونکہ اس طرح ان کے "کمیوں" کو ان کے برابر درجہ دے دیا گیا تھا جو سوَرن ہندوؤں کی عزت کے سراسر خلاف تھا۔ کہ ان کے "کمین" معاشرے میں ان کے برابر درجہ حاصل کر لیں یہی ہندو مُسلم فساد کی اصل بنیاد تھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک بھارتی ودوان رقمطراز ہیں:۔

"ہندو دھرم میں جہاں بہت سی خوبیاں ہیں۔ وہاں اس میں یہ بہت بڑا نقص ہے کہ اس میں اُونچ نیچ کی تفریق اور ذات پات کا سوال پایا جاتا ہے۔ اس ذات پات میں سب سے ادنیٰ درجہ شودروں کا ہے جن سے سماجی طور پر حیوان سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ اِسلام کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس میں مکمل سماجی مساوات پائی جاتی ہے۔ کئی صدیاں قبل جب مسلمان ہند میں آئے تو انہوں نے تبلیغ کا کام شروع کیا اور چھوٹی قوموں کو اپنی گردن سے سماجی غلامی کی لعنت کا طوق اتارنے کا موقع میسر آیا۔ اور وہ لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں مسلمان ہو گئے۔ پنڈتوں نے انہیں "ملیچھ" کہہ کر پکارنا شروع کیا۔ اور ہندو سماج میں ان کا مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا یہ سماجی نفرت کئی صدیوں تک جاری رہی"

(نوبیاں قیمتاں۔ دہلی۔ مارچ ۱۹۵۸ء)

اس نظریاتی اختلاف کے باعث

یہی وجہ ہے کہ بھارت میں ہندو مسلم ایکتا قائم نہ ہو سکی۔ کیونکہ دونوں قوموں میں نظریاتی اختلاف تھا۔ ایک قوم کی بنیاد عدم مساوات پر تھی۔ اور دوسری کی مساوات پر۔ اور ان دونوں کا اتحاد اصل میں دن اور رات کو ایک جگہ جمع کرنے کے مترادف تھا۔ مسلمان قوم اپنے معاشرے کی بنیاد الہام الٰہی پر یقین کرتی تھی، کوئی بھی بڑے سے بڑا مسلمان اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا کوئی ترمیم کرنے کا حق نہ رکھتا تھا۔ اور ہندو اپنے عدم مساوات کے معاشرے پر ڈٹے ہوئے تھے۔

یہی وجہ تھی۔ کہ کانگرس "ہندو مسلم ایک ہیں" کے جذباتی نعرے لگانے کے باوجود ہندو مسلم کو ایک نہ کر سکی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس نظریاتی اختلاف کے پیش نظر ایک سکھ ودوان پروفیسر پریتم سنگھ جی (لائلپور خالصہ کالج جالندھر) نے بیان کیا ہے۔

اسلام کی توحید اور مساوات نے بہت سے سماجی طور پر لتاڑے ہوئے ہندوؤں کو بھی اسلام کے دائرے میں کھینچ لیا۔ مسلمان اور ہندوؤں کے درمیان ایسی دیوار حائل ہو گئی جو دور نہ ہو سکی۔ اور وہ خلیج آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی اشتراک قائم نہیں۔ دونوں مذاہب کی ثقافت اتنی مختلف ہے کہ ان دونوں قوموں میں اتحاد کا پیدا ہونا محال ہو گیا ہے۔ بھارت میں کبھی بھی ایک قوم نہیں بن سکتی۔ پاکستان کے وجود میں آنے کا بڑا سبب بھی یہی ہے" (سکھ وچار دھارا صہ ۲۹)

سماجی نفرت

الغرض ہندو پنڈتوں کی سماجی نفرت ہی ہندو مُسلم فساد کی اصلی جڑ ہے۔ سوَرن ہندو مسلمانوں کو اس وجہ سے اپنے دشمن تصور کر رہے ہیں۔ کہ انہوں نے ان کے "کمیوں" کو ان کے برابر لا کھڑا کیا ہے۔ مسلمان اس بارے میں مجبور تھے۔ کیونکہ اسلام مساوات کا علمبردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں نے شروع سے ہی مُسلمانوں کو ختم کرنا اپنا نصب العین بنایا اور اب تک بھارت میں جب بھی مسلمانوں کا کشت وخون کیا جاتا ہے۔ وہ ہندوؤں کے اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصب العین ہی کا نتیجہ ہے اور جب تک ہندو قوم اپنے قدیمی اور قدامت پسندانہ نظریات میں کوئی لچک پیدا نہیں کرتی یہ کشت و خون بند نہ ہو سکے گا۔ اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی رہے گی۔

ویدک تعلیم

ویدک دھرم کی تعلیم بھی یہی ہے کہ ویدک دھرمیوں کے ملک میں کسی بھی غیر ویدک دھرمی کو رہنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور ویدوں کے منکروں کو چن چن کر نکال دینا ہی ضروری ہے جیسا کہ منو سمرتی میں رقوم ہے۔

" جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی (جو وید کے مطابق ہوں) تحقیر کرتا ہے۔ اس وید کی مذمت کرنے والے منکر کو (ذات پنگت اکیجا کھانے والوں کی جماعت) اور ملک سے نکال دینا چاہیئے۔

(منو سمرتی ادھیائے ۲- شلوک ۱۱، ستیارتھ پرکاش سلاس ۳ دفعہ ۵۲)

گویا کہ سناتن دھرمی اور آریہ سماجی ہندو دونوں ہی اس نظریئے کے قائل ہیں کہ ویدک دھرمیوں کے ملک میں کوئی بھی ایسا شخص جس کے نظریات ویدک تعلیم کے خلاف ہوں رہنے کا حق نہیں رکھتا۔ ایسے شخص کو ملک سے نکال دینا چاہیئے ایسی صورت میں ایک مسلمان جو ویدوں کا منکر ہے اور جس کے نظریات ویدک دھرم کے سراسر خلاف ہیں۔

ویدک دھرمیوں کے ملک میں
امن سے زندگی بسر کر ہی نہیں سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ بھارت میں مسلمانوں کے خون سے آئے دن ہولی کھیلی جاتی ہے۔ اور ان کا بے پناہ خون بہایا جاتا ہے۔ اسی تعلیم کے پیشِ نظر "راشٹریہ سویم سنگھ" والوں نے یہ نعرہ لگایا تھا۔

"ہندوستان ایک ہندو ملک ہے اس کا مذہب، اس کی زبان ہندو ہونی چاہیئے۔ ہماری قوم ہندو ہے ہندوستانی نہیں"

(رسالہ پریت لڑی- مئی ۱۹۴۶ء)

ہندوؤں کا ملک

مسٹر گوالکر گورو نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا تھا کہ

"ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے، مسلمانوں کو اس ملک میں شہری حقوق نہیں دیئے جا سکتے"

(رسالہ "پریت لڑی" مئی ۱۹۴۱ء)

یعنی "ہندو دھرم - ہندو کلچر - ہندو راشٹر میں کوئی دوسرا نام نہیں ہم اکھنڈ ہندوستان کے مالک ہیں"

(پریت لڑی مئی ۱۹۴۵ء)

جب ہندوستان دو ٹکڑے ہو گیا اور پاکستان وجود میں آگیا تو فرقہ پرست ہندوؤں کے لئے یہ بڑا گہرا زخم تھا جس نے اُسے بیحد پریشان کر دیا اور انہوں نے نعرے لگانے شروع کر دیئے کہ

ہندی - ہندو - ہندوستان -
توڑ کے چھوڑیں گے پاکستان -

ہندوستان کی تاریخ شاہد ہے کہ بھارتی ہندوؤں نے گاندھی جی سے لے کر ایک چھوٹے سے چھوٹے ہندو تک نے مسلمانوں کو ختم کرنے کی اندر ہی اندر تیاریاں شروع کر رکھی تھیں شدھی کی تحریک اچھوت سدہار کا مسئلہ اور مسلمانوں کا اقتصادی بائیکاٹ وغیرہ اسی سلسلہ کی مختلف کڑیاں تھیں - چنانچہ ایک ہندو لیڈر پنڈت مدن موہن مالویہ جی نے ایک مرتبہ لکھنؤ کے ایک اجلاس کے موقع پر ایک سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی سے علیحدگی میں کہا تھا کہ

"گیانی جی! آپ کوئی فکر نہ کریں انگریزوں کو چلے جانے دیں - ہم تعلیمی نظام میں تبدیلی کر کے مسلمانوں کی ساری مسلمانی ختم کر دیں گے"

(ساچی ساکھی ایڈیشن دوم صہ ۱۲۵)

گیانی جی پنڈت مدن موہن مالویہ جی کی یہ بات سن کر ٹھٹھک کر رہ گئے - اور انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس طرح تو یہ ہندو لیڈر ہماری سکھی بھی ختم کر سکتے ہیں۔

پنڈت مدن موہن مالویہ جی کی ہندو یونیورسٹی بنارس کے تعلیم یافتہ ہندوؤں کا یہ نظریہ تھا کہ جب تک مسلمان ہندوستان میں ہیں ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا - چنانچہ ۱۹۳۲ء میں ایک سکھ ودوان سردار گوردیال سنگھ جی نے بیان کیا تھا-

"ہندو یونیورسٹی کے کئی گریجویٹ میرے دوست ہیں - ان کا پختہ یقین ہے کہ ہمارے ملک کی ترقی اُس وقت تک نہیں ہو سکتی - جب تک کہ مسلمان یہاں موجود ہیں - اس لئے یا تو تمام مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جائے یا پھر انہیں جلاوطن کر دیا جائے اس کے بعد ویدک دور شروع ہو جائے گا -

(رسالہ پھلواڑی - جولائی ۱۹۳۲ء)

کندھے سے کندھا ملا کر

یاد رہے کہ ۱۹۳۲ء وہ زمانہ تھا جبکہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر آزادی کی لڑائی لڑ رہے تھے اور قید و بند کی مصیبتیں جھیل رہے تھے۔ اس وقت ابھی کسی نے "پاکستان" کا مطالبہ بھی نہیں کیا تھا تاریخ شاہد ہے کہ "پاکستان" کے بارے میں مسلم لیگ نے سب سے پہلا ریزولیوشن ۱۹۴۰ء میں پاس کیا تھا۔

اس صورت میں ۱۹۳۲ء میں ہندوؤں کا یہ خیال کرنا کہ جب تک اس ملک میں مسلمان آباد ہیں۔ ہندوستان ترقی نہیں کر سکتا۔ ہندوؤں کے اندرونہ کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ہندوؤں کا جاہل طبقہ ہی نہیں پڑھے لکھے لوگ بھی مسلمانوں کے خاتمہ کے خواہاں تھے اور وہ دل سے یہی چاہتے تھے کہ ہندوستان سے مسلمانوں کو بالکل ختم کر دیا جائے۔

چونکہ مسلمان ہندوؤں سے ختم نہیں ہو سکے اور نہ ختم ہو سکیں گے۔

اس لئے ان کی طرف سے وقتاً فوقتاً مار دھاڑ اور قتل و غارت کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے۔

بھارت کا قومی ترانہ!

یہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کی سیکولر حکومت کا قومی ترانہ "بندے ماترم" کا گیت ہے۔ جو کہ ایک بنگالی ہندو بنکم چندر چٹرجی کی تصنیف ہے۔ اس نے یہ گیت اپنی کتاب "آنند متھ" میں درج کیا ہے۔ یہ کتاب بھی دراصل ہندو مسلم دشمنی ہی پر مبنی ہے۔ اس بارے میں نیشنل پروفیسر آف سکھ ازم سردار کپور سنگھ جی سابق ڈپٹی کمشنر (آئی سی ایس) نے یہ بیان کیا ہے کہ

اس آنند متھ کا "بندے ماترم" کا گیت اب ہمارے ملک کا "قومی ترانہ" تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اس آنند متھ میں کالکا دیوی کو زیادہ سے زیادہ خوش کرنے کے لئے جس قتل و غارت کا پرچار کیا گیا ہے۔ وہ مسلمان غیر ملکی یونوں کا قتل عام ہے اور مسلمان کا کشت و خون۔ ان کا ملک سے خاتمہ اور نام و نشان مٹانا ہندوؤں کا مذہبی حق ادا کرنا ہے۔ اگر مسلمانوں نے بھی ایسا ہی سمجھا اور سوچا تو ان پر کیا الزام دیا جا سکتا ہے"۔ ساچی ساکھی ایڈیشن دوم صہ ۲۱) الغرض بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام کوئی اتفاقیہ بات نہیں

باقی ص۸ پر

ولی بننے کیلئے ابتلاء ضروری ہیں

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہنچ جائیں اور واصلین سے ہو جاویں۔ ایسے لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں..... یہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ کسی ولی کے پاس جا کر صدہا ولی فی الفور بن گئے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے..... جب تک انسان آزمایا نہ جاوے۔ فتن میں نہ ڈالا جاوے وہ کب ولی بن سکتا ہے۔

ایک مجلس میں بایزیدؒ وعظ فرما رہے تھے۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا۔ کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوتے ہیں...... سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحبِ خوارق آگیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزیدؒ پر ظاہر کیں۔ تو انہوں نے قصّہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لیمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفّا چیز ہوں۔ اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں۔ لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں۔ جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا - زمین میں مخفی رہا۔ خاکسار ہوا۔ پھر خدا کے ارادے سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا۔ اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم صدیقین میں داخل ہو گیا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالان جماعت

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے۔ آج ہمارا خیال ہے کہ آپ کو "تقریر" کا لمبا اقتباس پڑھنے کے لئے دیا جائے۔ اس اقتباس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا ذکر ہے۔ یہ ساری بات ایک ہی دفعہ آپ کے سامنے آجائے تو اچھا ہے۔

اچھا اب تقریر کا اقتباس

۱۔ آپؐ اس تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ ایک ہے۔ باقی جو کچھ بھی ہے خواہ فرشتے ہوں خواہ انسان، سب اسی کی مخلوق ہے یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی ہتک ہے کہ وہ انسانوں کے جسم میں آجاتا ہے۔ یا اس سے کوئی اولاد ہوتی ہے یا وہ بتوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ ان سب باتوں سے پاک ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ جس قدر مصلح گذرے ہیں سب اس کے بندے تھے۔ کسی کو الوہیت کی طاقتیں حاصل نہ تھیں۔ سب کو اسی کی عبادت کرنی چاہیئے اور صرف اسی سے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اسی پر اپنے تمام کاموں کا بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

۲۔ یہ کہ خدا تعالیٰ نے انسانوں کو ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی اور اخلاقی اور تمدنی ترقیات کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور وہ ہمیشہ دنیا میں اس غرض کو جاری رکھنے کے لئے نبی بھیجتا رہا ہے۔ آپؐ اس امر کے سخت مخالف تھے کہ نبوت کو کسی ایک قوم میں محدود سمجھا جائے۔ کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ پر جانب داری کا الزام آتا ہے۔ جس سے وہ پاک ہے اور دنیا کی ہر قوم کے نبیوں کی وہ تصدیق کرتے تھے۔

۳۔ آپؐ اس امر پر زور دیتے تھے کہ خدا تعالیٰ ہر زمانہ کی ضروریات کے مطابق اپنا کلام نازل کرتا ہے۔

اور آپؐ کا دعویٰ یہ تھا کہ آخری زمانے کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ اور اسی بناء پر آپؐ قرآن کو ہم کو سب پہلی کتابوں سے مکمل سمجھتے تھے اور اسی کی تعلیم کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے۔

۴۔ آپؐ کا دعویٰ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کا یقین دلانے کے لئے ہمیشہ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور ان کے لئے نشان دکھاتا رہتا ہے۔ اور آپؐ دعویٰ کرتے تھے کہ جو لوگ بھی آپؐ کی تعلیم پر عمل کریں گے وہ اپنے تجربے سے ان باتوں کی صداقت معلوم کر لیں گے۔

۵۔ آپؐ فرماتے کہ باوجود مذہبی اختلاف کی وجہ سے جھگڑنا نہیں چاہیئے کیونکہ اگر اس کے پاس سچائی ہے تو اسے لڑنے کی کیا ضرورت ہے وہ سچائی کو پیش کرے خود ہی لوگ متاثر ہوں گے چنانچہ آپؐ اپنی مسجد میں عیسائیوں کو بھی عبادت کرنے کی اجازت دیتے تھے اور یہ ایسی وسیع حوصلگی ہے کہ اس وقت کے لوگ تو الگ رہے آج کل کے لوگ بھی اس کی مثال پیش نہیں کر سکتے۔

۶۔ آپؐ اس امر پر بہت زور دیتے تھے کہ انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک روحانی اور ایک جسمانی اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہیں کہ الگ نہیں ہو سکتے جسمانی حصہ روحانی حصے پر زور ڈالتا ہے۔ اور روحانی جسمانی پر۔ پس آپؐ کی تعلیم میں اس امر پر خاص زور تھا کہ بغیر دلی پاکیزگی کے ظاہری عبادتیں فائدہ نہیں دے سکتیں اور یہ بھی کہ ظاہری عبادتوں کے بغیر خیالات کی بھی تربیت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کامل تربیت کے لئے انسان کو دونوں باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۷:۔ آپؐ انسان کی اخلاقی طاقتوں کے متعلق یہ تعلیم دیتے تھے کہ سب انسان پاک فطرت لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو خرابی پیدا ہوتی ہے وہ پیدائش کے بعد غلط تعلیم یا تربیت سے پیدا ہوتی ہے پس آپؐ بچوں کی نیک تربیت اور اعلیٰ تعلیم پر زور دیتے تھے۔

۸:۔ آپؐ اس امر پر بھی زور دیتے تھے کہ اخلاق کی اصل غرض انسان کی اور دوسرے لوگوں کی اصلاح ہے۔ پس اخلاقِ فاضلہ وہی ہیں۔ جن سے انسان کا نفس اور دوسرے لوگ پاکیزگی حاصل کریں۔ پس آپؐ کبھی ایک تعلیم پر زور نہیں دیتے تھے۔ بلکہ ہر چیز کے سب پہلوؤں کو بیان کرتے تھے۔ مثلاً یہ نہیں کہتے تھے کہ نرمی کرو۔ عفو کرو۔ بلکہ یہ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص تمہیں تکلیف دے تو یہ سوچو کہ اس شخص کی اصلاح کس بات میں ہے۔ اگر وہ شخص شریف الطبع ہے اور معاف کرنے سے آئندہ ظلم کی عادت کو چھوڑ دے گا۔ اور اس نمونے سے فائدہ حاصل کرے گا۔ تو اسے معاف کر دو۔ اور اگر یہ دیکھو کہ وہ شخص بہت گندہ ہو چکا ہے۔ اور اگر تم معاف کر دو گے تو وہ یہ سمجھے گا کہ اس شخص نے مجھ سے ڈر کر مجھے سزا نہیں دی۔ یا دلوائی اور اس وجہ سے وہ بدی پر دلیر ہو جائیگا اور وہ لوگوں کو دکھ دے گا تو اسے اس جرم کے مطابق سزا دو۔ کیونکہ ایسے شخص کو معاف کرنا دوسرے ناکردہ گناہ لوگوں پر ظلم ہے۔ جو ایسے شخص کے ہاتھوں سے تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ یا آئندہ اٹھا سکتے ہیں۔

۹:۔ آپ کی یہ بھی تعلیم تھی کہ کبھی کسی دوسری حکومت پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جنگ صرف بطور دفاع کے جائز ہے۔ اور اس وقت بھی اگر دوسرا فریق اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر صلح کرنی چاہے تو صلح کر لینی چاہیئے۔

۱۰:۔ آپ کی یہ بھی تعلیم تھی کہ انسان کی روح مرنے کے بعد ترقی کرتی چلی جائے گی۔ اور کبھی فنا نہیں ہو گی۔ حتیٰ کہ گنہگار لوگ بھی ایک مدت اپنے اعمال کی سزا بھگت کر خدا کے رحم سے بخشے جائیں گے۔ اور دائمی ترقی کی سڑک پر چلنے لگیں گے۔

چڑھائی اہلِ مکہ بر مدینہ

اہلِ مکہ نے جب دیکھا کہ مدینہ میں آپؐ کو اپنی تعلیم کے عام طور پر پھیلانے کا موقعہ مل گیا ہے اور لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے ہیں تو انہوں نے متواتر مدینہ پر چڑھائیاں کرنی شروع کیں۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

اور وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میرے احسان گننا چاہو تو تم نہیں گن سکتے۔ اب تم خود سوچ لو کہ بچپن سے لے کر مرتے دم تک اور پھر اس کے بعد کی زندگی میں بھی خدا تعالیٰ کے بے شمار احسان ہیں جو انسان پر بارش کی طرح نازل ہوتے رہتے ہیں لیکن

اس دنیا کی زندگی کو لے لیتے ہیں انسان کی صحیح ضرورت اور احتیاج کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ یعنی جو انسانی خواہش ہے یا زبانِ حال کا سوال ہے اور جس چیز کا انسان کی فطرت تقاضا کر رہی ہوتی ہے اور جو انسان کی نشوونما کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ر ستمبر ۱۹۷۷ء)

کربلائے عراق

لاکھوں بچے جوان اور بوڑھے
مرد و زن کٹ گئے، جلائے گئے
رات دن برسے آتش و آہن
موت کی نیند وہ سلائے گئے

نام تو کیا عدد نہیں معلوم
کس قدر لوگ یوں مٹائے گئے
کوئی تدفین ان کی کر پایا؟
کیا جنازے بھی واں اٹھائے گئے؟

جب زمیں پر نہ لڑ سکے وہ لوگ
آسماں سے ہی بم گرائے گئے
مرنے والوں کو کم بتاتے ہیں
کیونکہ وہ جھوٹ ہی سکھائے گئے

بزدلوں نے تو جھوٹ بولا تھا
شیر دل بھی تو حق چھپائے گئے
قوم کا حوصلہ بڑھانے کو
جانی نقصان کم بتائے گئے

راجہ نذیر احمد ظفر

بقیہ: ص۶ سے آگے

بلکہ اس نظریاتی اختلاف کا لازمی نتیجہ ہے جو ان دونوں میں چلا آ رہا ہے۔ بھارتی ہندو عدم مساوات کے قائل ہیں اور مسلمان مساوات کے۔ جب تک ان دونوں قوموں میں سے ایک ہار نہ مان لے یہ کشت و خون جاری رہے گا۔ مسلمان تو ہار ماننے سے رہے کیونکہ ہر مسلمان خوب جانتا ہے، آخر کار اسلام ہی دنیا میں غالب ہو گا اور ضرور ہو گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کویت میں تحریک بحالی جمہوریت کا آغاز

اپوزیشن رہنما پہلا اجلاس لندن میں کرینگے۔ قومی حکومت بنانے کا مطالبہ

۵۰ کے قریب سرکردہ سیاستدان، ماہرین اقتصادیات اور کویت کی اہم شخصیات متحدہ محاذ کی تشکیل کیلئے باہمی مذاکرات کریں گی

لندن (ریڈیو رپورٹ) اس وقت جبکہ کویت سے عراق کو نکالنے کے لئے جنگ جاری ہے کویت کے جلاوطن الصباح حکمران خاندان اور کویت کے سیاسی رہنماؤں کے درمیان کشمکش تیز تر ہوتی جارہی ہے اور یہ کشمکش اس بارے میں ہے کہ کویت کی آزادی کے بعد حکومت کا سیاسی نقشہ کیا ہوگا۔ بی بی سی نے اس صورت حال کے سلسلے میں مزید بتایا کہ الصباح خاندان سے آئینی ضمانتیں حاصل کرنے کے لئے ایک متحدہ محاذ قائم کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ واضح رہے کہ عراقی حملے سے قبل کویت تیل پیدا کرنے والا ایسا واحد خلیجی ملک تھا جہاں اعلانیہ سیاسی بحث و مباحثہ کی روایت موجود تھی۔ گذشتہ موسم گرما میں حکمران الصباح خاندان کو ایک سرگرم مہم کا سامنا تھا جو قومی اسمبلی کی بحالی کے لئے چلائی جارہی تھی۔ یاد رہے کہ قومی اسمبلی کو ۱۹۸۶ء میں معطل کر دیا گیا تھا اور اس وقت تک کسی بھی خلیجی ملک میں کویت کی قومی اسمبلی واحد منتخب ادارہ تھی اب جب کہ کویت کی آزادی کی امید پیدا ہو رہی ہے تو وہ سیاسی اتفاق رائے ٹوٹ رہا ہے جو عراقی حملے کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا۔

فروری کے اختتام تک کویت کے ۵۰ سرکردہ سیاست دانوں اور ماہرین اقتصادیات کا اجلاس لندن میں ہونے والا ہے جو حزب اختلاف کا متحدہ محاذ تشکیل دینے کے معاملے پر غور کرے گا۔ حزب اختلاف کے ذرائع کہتے ہیں کہ توقع کے مطابق یہ اجلاس اس بات کی ضمانتیں طلب کرنے کے ساتھ ساتھ کہ ملکی آئین مناسب طور پر لاگو کیا جائے گا یہ مطالبہ بھی کرے گا کہ کویت کی آزادی کے بعد ملک پر حکمرانی کے لئے قومی مفاہمت سے ایک حکومت تشکیل دی جائے۔ یہی وہ بات ہے جس کا الصباح خاندان مخالف ہے ادھر کویت کے ولی عہد نے ہنگامی مدت کے دوران ملک پر حکومت کرنے کے لئے خود اپنی سربراہی میں ۵ افراد پر مشتمل ایک ایسی حکمران کونسل تشکیل دینے کی تجویز رکھی ہے جس میں حکمران خاندان کے دیگر اراکین بھی شامل ہوں۔ لندن کے اجلاس میں شرکت کرنے والے آدھے مندوبین کا تعلق کویت کی ۵ سیاسی جماعتوں سے ہوگا جو سنی اور شیعہ فرقوں کے علاوہ عرب قوم پرستوں اور بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے افراد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ دیگر مندوبین میں آزاد شخصیتوں کے علاوہ کویت کے اہم تجارت پیشہ خاندانوں کے اراکین بھی شامل ہوں گے۔ حزب اختلاف کے ذرائع کہتے ہیں کہ وہ امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی سیاسی جماعتوں کے ممبران کو بھی اجلاس میں شرکت کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس اقدام کا مقصد مغرب کی فوجی طاقتوں کو یہ جتانا ہے کہ کویتی حزب اختلاف محض الصباح خاندان کو نہیں بلکہ آئین کو کویت کی جائز حکومت کے طور پر دیکھتا ہے

چندہ کی شرح میں تبدیلی

آئندہ سے اطفال کے چندہ کی شرح میں تبدیلی کی گئی ہے نئی شرح کے مطابق چندہ مجلس ماہانہ پچاس (۵۰) پیسے اور چندہ اجتماع دو روپے سالانہ ہوگا۔ تمام ناظمین اطفال سے گذارش ہے کہ آئندہ سے مندرجہ بالا شرح کے مطابق چندہ کی وصولی کی جائے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ پاکستان کے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے جو چین کے دورے پر وزیراعظم کے ساتھ گئے ہوئے ہیں بیجنگ سے ایک بیان میں ذاتی وجوہ کی بنا پر مستعفی ہونے کا اعلان کیا ہے۔

○ وزیراعظم چین کے دورہ پر بیجنگ پہنچ گئے۔ چینی دارالحکومت میں ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔

○ پاکستان آرمی کے چیف آف سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ سعودی عرب میں موجود پاکستانی فوجی سعودی عرب میں مقدس مقامات کی حفاظت کریں گے۔

○ ایرانی مجلس کے سپیکر آقائے مہدی علی کروبی نے کہا ہے کہ دنیا بھر میں ایران کے سوا کوئی بھی کھل کر عراق کی مدد نہیں کر رہا۔ انہوں نے لاہور میں کہا کہ ایران نے ان پائلٹوں کی بھی مہمانداری کی جو ایرانی شہروں پر بم برساتے رہے ہیں۔

○ سینٹ کے انتخابات کے سلسلے میں آئی جے آئی سرحد میں سخت اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ آئی جے آئی کی طرف سے اے۔ این۔ پی کو تین ٹکٹ دیئے جا رہے ہیں جبکہ اے این پی چار نشستیں چاہتی ہے۔ جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد اور سمیع الحق کو ٹکٹ دینے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق کے صدر صدام حسین نے اچانک کویت خالی کرنے کا اعلان کر کے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ ان کے اعلان کے ساتھ ہی عراقی فوج نے کویت کو خالی کرنا شروع کر دیا۔ کویت شہر چند گھنٹوں کے اندر عراقی فوج سے خالی ہو گیا۔ کویت ریڈیو سے کویتی عملے نے نشریات شروع کر دیں۔

○ امریکہ اور اسکے اتحادیوں نے صدر صدام حسین کی طرف سے کویت خالی کرنے کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور کہا ہے کہ خلیج میں جنگ جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ عراق نے اقدام متحدہ کی تمام قراردادیں تسلیم کرنے کا اعلان نہیں کیا۔

○ عراق کی جو فوجیں کویت چھوڑ رہی ہیں ان کو واپس جاتے ہوئے اتحادیوں نے بمباری کا نشانہ بنایا۔ بعض جگہوں پر اب بھی عراقی فوجوں کی مزاحمت کی اطلاعات ملی ہیں۔

○ اتحادی فوجیں وسیع پیمانے پر کویت میں داخل ہو گئیں۔

○ کویت شہر میں کویت کی فوجیں فتح کے گیت گاتی ہوئی داخل ہو گئیں۔

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشو و نما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

DWARFISHNESS COURSE	۔ چھوٹا قد کورس	۱۰۰/-
BED URINE COURSE	۔ بول بستری کورس	۳۵/-
MITTI CHHOURE COURSE	۔ مٹی چھوڑ کورس	۲۰/-
BABY GROWTH COURSE	۔ بے بی گروتھ کورس	۳۰/-
MARASMAS COURSE	۔ سوکھا پن کورس	۳۰/-
BABY TONIC	۔ بے بی ٹانک	۱۰/-
SLOW DENTITION CURE	۔ آہستہ دانت نکالنا کیور	۲۰/-
IRREGULAR TEETH CURE	۔ بے ترتیب دانت کیور	۲۰/-

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کیلئے معقول کمیشن
تین صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیورٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راہجہ ہومیو) **کمپنی** رجسٹرڈ **ربوہ** فون ۶۰۶